برادرِ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ مولانا
محمد رضا خان بریلوی

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

انجمن ضیاءِ طیبہ

برادرِ اعلیٰ حضرت
حضرت علّامہ مولانا
محمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ضیائی سلسلہ اشاعت	:	۱۰۴
نام کتاب	:	حضرت علامہ مولانا محمد رضا خان بریلوی
مُصنّف	:	محمد افروز قادری چڑیاکوٹی
صفحات	:	
تعداد	:	۱۱۰۰
سنِ اشاعت	:	دسمبر ۲۰۱۵ء / صفر المظفر ۱۴۳۷ھ
کمپوزنگ	:	
سرورق	:	محمد زبیر قادری
طباعت	:	
ہدیہ	:	
ناشر	:	ضیائی دار الاشاعت انجمن ضیائے طیبہ

For Download: books.ziaetaiba.com

Anjuman Zia-e-Taiba
B-1, Shadman Appartments Block 7-8,, Shabirabad Society, KCHS, Near Bloch Pull Karachi.

انجمن ضیاءِ طیبہ
B-1، بلاک 7-8، شادمان اپارٹمنٹ، شبیر آباد سوسائٹی، KCHS، کراچی۔

Ph: 92(21) 34320720, 34320721 Fax: 92(21)34893350
E-mail: info@ziaetaiba.com , Url: www.ziaetaiba.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

- اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت
- رئیس المتکلمین
- حجۃ الاسلام
- مفتیِ اعظمِ عالمِ اسلام
- استاذِ زمن، شہنشاہِ سخن

مندرجۂ بالا القابات پڑھنے کے بعد مسلمان کے ذہن و دماغ کی سوچ و فکر کا وجدان بریلی کی دہلیز پر ہی جا کر ٹھہرے گا کہ جس نے عالَم میں "اسلام" کی خدمت کو دوام بخشا۔ یہ اسی گھرانے کے باب ہیں جس کے ہر باب پر قلم کی روانی میں صدی گزرنے کے باوجود جھول نہ آیا اور آتا بھی کیسے کہ انہوں نے خود تا عمر باب نبوت و رسالت ہی پر قلم روا رکھا۔

مگر ٹھہریے۔۔۔!

عالَم اسی گھرانے کے ایک اور فرد سے ابھی زیادہ آشنا نہیں۔ جی ہاں وہ نام برادرِ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد رضا خاں بریلوی کا ہے کہ جنہوں نے قلم کی لگام تھامنے والوں کو اپنی ذات کے باب کو کھولنے کا بہت تھوڑا موقع فراہم کیا اور قلم اس ذات پر لکھنے سے اکثر محروم رہا۔

لیکن کب تک۔۔۔!

جو اپنے رب کے حبیب کے ذکر کو بلند کرے اور خود عالَم میں مخفی رہے یہ رب کو کب گوارا ہو گا۔ عالَم میں ٹپکتے قلم ہی کی سیاہی کا ایک قطرہ چڑیا کوٹ سے بر آمد ہوا، جس نے ضیا والے گھرانے کے ایک چھپے ہوئے باب کو کھول کر روشنی دکھلائی۔

"ضیائے طیبہ" بھی ایسے ہی قلم کی تلاش اور تعاقب میں رہتی ہے اور چاہت بھی یہی ہے کہ انسدادِ تیرگی میں "ضیائے طیبہ" مؤثر ثابت ہو۔

"ضیائے طیبہ" اپنے گیارہ برسوں سے بریلی والوں کے فیوضات و کمالات کی تجلیات کو اپنے اندر سمیٹتی رہی ہے اور خلقتِ خداوندی کو ان تجلیات کی ضیا باریوں سے روشناس کرواتی رہی ہے۔

تقریباً پچھلے دو برسوں سے "ضیائے طیبہ" کے روابط چڑیا کوٹ کے باسی (جو حال مقیم افریقہ ہیں، جہاں وہ علم کی ضوفشانیوں سے خلقتِ خداوندی کی

رہ نمائی فرمارہے ہیں) سے استوار ہیں، جنہیں عالمِ علم وفن میں محمد افروز قادری چڑیاکوٹی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ گاہے بگاہے عالَم کو انٹر نیٹ کے توسّل سے کارہائے نمایاں کی کرنیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ علم دوست اور نہایت ہی شفیق و مربی ساتھی کے قلم کی روشنائیوں سے اب ضیائے طیبہ عالَم کو چوکنا رکھنے کی کوشش کرے گی۔

رسالہ ہٰذا کی اشاعت کا سہرا انجمن ضیائے طیبہ اپنے ۴۴/ویں سالانہ تقریب بسلسلہ ۹۷واں عرسِ اعلیٰ حضرت کے پر مسرت موقع پر کرنے جارہا ہے۔

دعا ہے رضویات کی بلند چوٹی میں "محمد رضا" پر تحقیق کا یہ زینہ خوب سفید رہے گا جب کہ اس زینے کو منزل تک پہنچانے میں ضیائے طیبہ ان پر تحقیق کے مزید زینے تعمیر کرواتی رہے گی۔

سید محمد مبشر قادری

انجمن ضیاءِ طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خانوادۂ امام احمد رضا محدث بریلوی کئی صدیوں سے علم و کمال کی حقیقی خدمات انجام دیتا چلا آرہا ہے۔ اس گھرانے کی علمی و فکری فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آباو جداد سے لے کر اولاد و اَحفاد تک مسلسل علم و فکر کی آبیاری ہوتی دکھائی دیتی ہے، اور معتقدات و نظریاتِ اہلِ سنّت کو مہرِ نیم روز کی طرح واضح وشفاف کر دکھانے میں اس خاندان کے نوابغِ رجال نے جو سعیِ مسلسل اور جہادِ پیہم کیے ہیں، وہ بلا شبہہ بہت وقیع اور آبِ زرّیں سے رقم کرنے کے لائق ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے جدِّ امجد امام العلماء مولانا رضا علی خاں، والدِ ماجد رئیس الاتقیاء مولانا نقی علی خاں، اور عظیم بیٹوں کے ساتھ آپ کے گمنام بھائی مولانا شاہ محمد رضا فاضل بریلوی بھی کشتِ علم و کمال کی آبیاری میں اپنا قائدانہ کردار اَدا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس طرح اس خانوادے کی ساری شاخیں ہمیں پھل دار اور رشکِ باغ و بہار دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کی شخصیت علم و اَدب کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے عہد کے ایک ممتاز عالمِ ربانی، بالغ نظر

مفتی، خدا رسیدہ ولی، دور اندیش مفکر، اور صاحبِ طرز ادیب تھے۔ جس طرح آپ نے اپنے والدِ گرامی کے موروثی علمی خصائص و کمالات کے دائرے کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے وسیع سے وسیع تر کیا، اسی طرح آپ کے تینوں صاحب زادگان (اعلی حضرت مولانا احمد رضا، استاذِ زمن علامہ حسن رضا اور مولانا محمد رضا بریلوی) نے بھی آپ کی وراثتِ علمی کو آگے بڑھانے میں اپنا سعادت مندانہ کردار اَدا کیا، اس طرح آج ہندو پاک ہی نہیں، بلکہ دنیا جہان میں اس علمی خاندان کے ہونہار سپوتوں کی وقیع خدمات کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ سرِ دست آپ کے فرزندِ اصغر مولانا شاہ محمد رضا بریلوی کی شخصیت کے حوالے سے یہاں چند باتیں سپردِ قرطاس کی جاتی ہیں۔

آپ مولانا نقی علی خاں کے سب سے چھوٹے فرزندِ ارجمند تھے۔ بریلی کے ایک ایسے علمی خانوادے میں آنکھ کھولی، جہاں کشتِ علم و فن سینچی جاتی تھی، اور جہاں فضل و کمال کے سکے ڈھالے جاتے تھے۔ اِبتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ کم سِنی کے عالم میں والدِ ماجد داغِ مفارقت دے گئے اور آپ فیض و کرمِ پدری سے محروم، حالتِ یتیمی میں پروان چڑھے۔[1] جب شعور کی آنکھیں کھلیں تو

---

1 ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیاتِ اعلیٰ حضرت میں مولانا نقی علی خاں کے تلامذہ و مستفیدین کی جو فہرست دی ہے اس میں مولانا محمد رضا خاں کو بھی شمار کیا ہے، حالاں کہ والدِ ماجد کے وصال کے وقت آپ مشکل سے کوئی چار سال کے رہے ہوں گے۔ ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ مولانا نقی علی خاں نے آپ کی رسمِ بسم اللہ کرائی ہو تو اس اِعتبار سے آپ کو ان کے تلامذہ میں شامل مان لیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

برادرِ بزرگ کی فیض بخش درس گاہ اور شخصیت ساز تربیت گاہ سے وابستہ ہو گئے اور وہاں سے فردِ فرید اور جوہرِ کامل بن کر اُٹھے۔

مشفق بھائی کی بہترین تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ایک بالغ نظر فاضل اور پختہ فکر عالم بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ بلندیِ فکر اور گرمیِ طبع میں آپ اپنی نظیر تھے۔ علومِ معقول و منقول خصوصاً علم الفرائض میں آپ مہارتِ تامہ اور یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ دارالافتاء بریلی کا جب دیار واَمصار میں شہرہ ہوا، اور کثرت سے اِستفتا آنے شروع ہو گئے تو فرائض ومیراث سے متعلق مسائل کے فتاوٰی مولانا محمد رضا خاں ہی لکھا کرتے تھے۔[2]

غلام علی خاں ساکن خواجہ قطب بریلی کی صاحب زادی سکینہ بیگم کے ساتھ آپ کا عقدِ مناکحت ہوا۔ شادی خانہ آبادی کے پُر کیف موقع پر اُستاذِ زمن علامہ حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے فرحت و اِنبساط میں ڈوب کر بڑے پیار سے اپنے برادرِ عزیز کا سہرا لکھا، اور خوب لکھا، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے انھوں نے اَشعار کی رگوں میں محاسن بلاغت کے ذریعے برادرانہ محبت واُلفت، اور اِعتقادی رموز و نکات کا شفاف خون دوڑا دیا ہو، اور پھر مقطع میں مولانا نے بڑے فخریہ انداز میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ’ایک بھائی کے لیے یہ بڑے اعزاز وشرف کی بات ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہی بھائی کا سہرا لکھے‘۔ آپ کے شاہ کار مجموعہ ’ثمرِ فصاحت‘ میں یہ موجود ہے۔ اس سہرے کے بعض اَشعار یہاں نموناً پیش کیے جاتے ہیں ؎

---

2 مولانا نقی علی خاں حیات اور علمی واَدبی کارنامے، از ڈاکٹر محمد حسن: ص ۵۹۔

(یہ سہرا شادی کتخدائی برادر بجان برابر مولوی محمد رضا خاں سلّمہُ اللہُ تعالیٰ کی تقریب میں کہا گیا)

ہے مجھے تارِ رگِ جاں کے برابر سہرا
دیکھیں پھولوں کا جو نوشاہ کے سر پر سہرا

بلبلیں گاتی ہوئی آئیں نہ کیوں کر سہرا
گندھنے سے پہلے ہی سب پھول ہنسے دیتے ہیں

آج پھولا نہ سمائے گا مقرر سہرا
چاند سے مکھڑے نے چمکائی ہے اس کی تقدیر

عقدِ پرویں کو خجل کر دے نہ کیوں کر سہرا
تیرے دیدار کی مشتاق ہے چشمِ اختر

دیکھ لے سوئے فلک منہ سے ہٹا کر سہرا
جلوہ گر سامنے آئینۂ رُخ ہے ہر دم

آج ہے اپنے نصیبے کا سکندر سہرا
ہے اسے عارضِ رنگیں کی نچھاور لینی

فصلِ گل لائی ہے پھولوں کا سجا کر سہرا
بارشِ نور برابر ہے ترے چہرے پر

یعنی اک اور بھی ہے سہرے کے اوپر سہرا
سانپ دشمن کے کلیجے پہ نہ کیوں کر لوٹیں

دیکھ کر باندھے ہوئے نوشہ کے سر پر سہرا
رشتۂ عمر ہو یا رب مِرے نوشہ کا دراز

عرض کرتا ہے یہی سر کو جھکا کر سہرا
تیرے اَعدا کو رہے ذلّت و زحمت حاصل
فتح و نصرت کا ہمیشہ ہو ترے سر سہرا
تیرے دشمن کو ہو شادی میں بھی جلنا حاصل
چھوڑیں بارود کا بد خواہ کے منہ پر سہرا
اے حسنؔ خوبیِ قسمت سے یہ دن ملتا ہے
کہ کہے اپنے برادر کا برادر سہرا [3]

یہ رشتۂ اِزدواج بڑا بابرکت ثابت ہوا اور مولانا موصوف کو بڑی خوش گوار اور دینی زندگی فیضِ اَزل سے ارزانی ہوئی۔ عینِ شباب کے عالم میں وفات کر جانے کے باعث صرف ایک صاحب زادی فاطمہ بیگم آپ نے اپنے پیچھے یادگار چھوڑیں جو آپ کے چہیتے بھتیجے اور اعلیٰ حضرت کے نورِ دیدہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں سے منسوب ہوئیں۔ اس طرح آپ مفتیِ اعظمِ ہند علیہ الرحمہ کے عمِ محترم بھی تھے اور خسرِ معظّم بھی۔

ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

حضرت مفتیِ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی شادی چھوٹے چچا جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب کی اکلوتی صاحب زادی سے ہوئی؛ اسی لیے مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں نے ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا اور

---

[3] ثمرِ فصاحت، از مولانا حسن رضا بریلوی: ص ۱۷۱، مطبعِ اہلِ سنّت و جماعت، بریلی۔

شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا، اور اِس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں۔[4]

آپ کی اس یادگار بیٹی سے سات بیٹیاں، اور ایک صاحب زادے انوار رضا خاں ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ میں تولّد ہوئے؛ مگر ابھی زندگی کی دو بہاریں بھی ٹھیک سے نہ دیکھ پائے تھے کہ قاصدِ اجل آ پہنچا، اور ۹/ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ کو راہیِ ملکِ بقا ہوگئے، اپنے پردادا مولانا نقی علی خاں کے پائنتی میں مدفون ہیں۔

آپ علم و فضل میں ممتاز ہونے کے ساتھ خانگی معاملات اور حسنِ انتظامات میں بھی یکتائے دہر تھے۔ جب برادرِ بزرگ اعلیٰ حضرت کو آپ نے علمی مشاغل میں سر تاپا غرق اور فقہ و فتاوٰی میں ہمہ تن مصروف دیکھا تو ان کی خانگی اور جاگیری ذمّے داریوں کو اپنے ذمّۂ کرم پر لے لیا۔ اس طرح آپ قوتِ بازوئے اعلیٰ حضرت بن کر اپنی جاگیر کے علاوہ امام احمد رضا کی جاگیر کا انتظام وانصرام بھی کرنے لگے اور اعلیٰ حضرت کو بس خدمتِ دین اور فروغِ علمِ مبین کے لیے آزاد کر دیا۔ اعلیٰ حضرت بھی جملہ امور میں آپ پر کلی اعتماد فرماتے تھے۔

خانگی معاملات سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ آپ کی دینی دل چسپیاں بھی برقرار رہیں اور آپ نے اپنے علمی و تحقیقی کاموں میں کبھی کوئی کمی نہ آنے دی۔ ترکہ و وراثت کے پُر پیچ فتاوٰی تحریر کرنے کے علاوہ آپ برادرِ معظّم اعلیٰ

4 حیاتِ اعلیٰ حضرت: ۱/ ۱۸ مطبوعہ: مکتبۂ رضویہ، فیروز شاہ اسٹریٹ، آرام باغ، کراچی۔

حضرت کے مسوّدات پر نظر ثانی کرتے، ان کی تصنیفات کو ژرف نگاہی سے ملاحظہ کرکے پریس کے حوالے کرتے، اور پھر حسبِ ضرورت ان کی تصدیق وتائید بھی کردیتے تھے۔ چناں چہ امام احمد رضا محدثِ بریلوی کے کثیر رسائل وکتب پر آپ کی تائیدی وتصدیقی مہریں اس کا بیّن ثبوت ہیں۔

آپ کو بہت قریب سے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مصروف ترین زندگی گزارنے کے باوجود کبھی آپ سے کوئی نماز ترک نہ ہوئی، اور سنِ شعور سے لے کر عمر بھر آپ نے نماز جماعت سے اَدا فرمائی، نتیجتاً اس دنیا کو خیر باد کہتے وقت آپ پر کوئی نماز روزہ قضا نہیں تھا۔ اہلِ علم کے لیے اس میں بھرپور عبرت اور بڑا اسبق پوشیدہ ہے۔

افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی، اور حیاتِ مستعار نے آپ کو بہت زیادہ مہلت نہ دی؛ ورنہ آپ اپنے علم وکمال کے عہدِ شباب میں یقیناً کسی رومی ورازیِ زمانہ سے کم نہ ہوتے۔ عینِ عالمِ شباب میں آپ کا پیمانۂ عمر لب ریز ہو گیا، اور جمعرات ۲۱؍ شعبان المعظّم ۱۳۵۸ھ، مطابق ۵؍ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو آپ کی روح کالبدِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ اپنے آبائی قبرستان میں جانبِ شرق لبِ سڑک دفن کیے گئے، جس پر مفتیِ اعظمِ ہند مصطفیٰ رضا خاں سے مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔[5]

[5] مولانا نقی علی خاں حیات اور علمی وادبی کارنامے: ص۵۹۔

جناب مولانا شاہ امجد رضا صاحب قادری نوری بریلوی نے آپ کے سانحۂ اِرتحالِ پُرملال کی روداد کو مایۂ ناز اخبار ''الفقیہ'' امرتسر میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، جسے یہاں من وعن نقل کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا:

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَم

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

برادرِ عزیز! سلامِ مسنون!

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دیتا ہوں کہ میرے برادرِ معظم حضرت جناب مولانا مولوی شاہ محمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برادرِ خرد اعلیٰ حضرت مجدد مِاَۃِ حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی حافظ قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور چھوٹے حقیقی چچا اور خسر حضرت جناب مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری فرزندِ دومِ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً ایک سال علیل رہ کر ۲۱ر شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ یومِ پنج شنبہ کو رات کے دس بجے بعدِ نمازِ عشا نماز اَدا کر کے اِنتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

رات ہی رات میں حضرت مرحوم کے حادثۂ الیمہ کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ صبح سے جوق در جوق مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ تین بجے حضرت مرحوم کے مستقر سے جنازہ کمالِ احترام سے اٹھایا گیا، مسلمانوں کا اس قدر ازدحام تھا کہ کاندھا دینے والوں کو پلنگ تک پہنچنا دشوار تھا۔ جنازے کے آگے آگے مشہور نعت خواں حضرات اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور نعت 'کروروں درود' اور مقبول غزل 'وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں' اپنے موثّرِ

ودل کش لحن سے پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ حضرت مرحوم کے خاندانی قبرستان تک جہاں اپنے والدین کریمین کے پاس آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

نمازِ جنازہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالعزیز خاں صاحب محدث نے پڑھائی۔ حضرت صدر الافاضل جناب مولانا الحاج حکیم سیّد شاہ محمد نعیم الدین قادری مراد آبادی، حضرت جناب مولانا امجد علی صاحب قادری رضوی، حضرت جناب مولانا عبدالعزیز خاں صاحب محدث، حضرت جناب مولانا محمد احسان الحق صاحب نعیمی بہرائچی، حضرت جناب مولانا سردار احمد صاحب قادری، حضرت جناب مولانا احمد یار خاں صاحب ایسے فضلاے عظام وعلماے کرام نے اذانیں پڑھیں۔ مجمع میں ہر درجے کے مسلمان موجود تھے۔ حضرت جناب مولانا ابرار حسن صاحب اور حضرت جناب مولانا مولوی مفتی نواب مرزا صاحب قادری رضوی غرضیکہ حضرات علماے اعلام کا بڑا شاندار مجمع تھا۔

حضرت موصوف کے تقدس وفضائل کے اندازے کے لیے غالباً اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ سنِ شعور سے عمر بھر نماز جماعت سے اَدا فرمائی، اور اس دنیا کو خیرباد کہتے وقت آپ پر کوئی نماز روزہ قضا نہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کے انتقال کا جو صدمہ سارے خاندان کو ہوا ہے وہ لابیان ہے۔ اب بزرگوں میں کوئی باقی نہیں رہا۔ مولا عَزَّوَجَلَّ حضرت مرحوم کے ورثا اور تمام اعزاے عظام کو صبر جمیل عطا فرمائے، جن سے مجھے پوری دلی ہمدردی ہے۔

اس وفاتِ حسرت آیات کی خبر کو درجِ اخبار کرنے کے بعد ایڈیٹر حکیم معراج الدین نے اس پر خصوصی تعزیتی نوٹ یوں تحریر کیا:

الفقیہ: ہمیں جناب قبلہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفاتِ حسرت آیات سے جو رنج والم ہوا ہے وہ تحریر سے باہر ہے۔ افسوس ہے کہ دنیا ذواتِ قدسیہ سے خالی ہو رہی ہے۔ میں حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فاضل ویکتائے روزگار عالمِ باعمل داماد و بھتیجے حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قبلہ قادری مدظلہ العالی سے اس ناقابلِ تلافی صدمۂ عظیم میں دلی ہم دردی کا اظہار کرتے ہوئے دعاے مغفرت پڑھتا ہوں اور اپنے غفورٌ رحیم خدا سے ملتجی ہوں کہ وہ آپ کو حادثۂ الیمہ میں صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے، اور حضرت مرحوم کو جنّاتِ عالیات کرامت فرمائے۔[6]

[6] اخبار الفقیہ، امر تسر: ص:۴۔ کالم:۳-۱، بابت ۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۹ء، بحوالہ 'وفیات الفقیہ معروف بہ تذکرۂ مشاہیر الفقیہ'، مرتّبۂ محمد افروز قادری چریاکوٹی۔

شعبۂ اعلیٰ حضرت میں انجمن ضیائے طیبہ کی مطبوعات

الوظیفۃ الکریمۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

کا مرتب کردہ اوراد و وظائف کا مجموعہ ہے۔

الحمد للہ عزوجل! انجمن ضیائے طیبہ کے شعبہ "ضیائی آئی ٹی ونگ" کی کاوش سے الوظیفۃ الکریمہ موبائل ایپلی کیشن پیشِ خدمت ہے۔

الوظیفۃ الکریمہ ایپلی کیشن کا Upgrade Version جلد آرہا ہے